شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

زیر نظر مضمون حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی تصنیف "عیسائیت کا پس منظر" سے لیا گیا ہے جو ۱۹۶۱ء میں طبع ہوئی تھی اور اس میں اس وقت پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کے حوالہ سے صورت حال کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان مشنریوں کے دائرہ کار میں کتنی وسعت ہوئی ہے، اس کا اندازہ حالات کی رفتار سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ (ادارہ)

علماء حق کا سنجیدہ طبقہ اپنی ایمانی فراست اور خداداد بصیرت کے پیش نظر کافی عرصہ سے عیسائیت کی گمراہ کن تبلیغ کے خلاف آواز بلند کرتا رہا ہے اور اس فتنہ کے دینی و دنیوی مفاسد سے مسلمانوں کو باخبر کرتا رہا ہے۔ مگر پچھلے دنوں تو بعض اخبارات نے بھی پاکستان میں عیسائیت کی جارحانہ اور مغویانہ و حریصانہ تبلیغ اور بہت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے کے اعداد و شمار شائع کیے ہیں۔ بعض اخبارات نے یہ لکھا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اب تک چالیس ہزار سے زیادہ مسلمان عیسائیت قبول کر کے مرتد ہو چکے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اور بعض نے اس سے بھی کہیں بڑھ کر تعداد شائع کی ہے۔ چنانچہ موقر جریدہ المنبر لائل پور ۹ فروری ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر جلی عنوان کے اتھ حسب ذیل عبرت آموز سطور شائع ہوئی ہیں۔

"رومن کیتھولک عیسائیوں کا ایک اخبار "پراسپکٹر" کناڈا سے نکلتا ہے جس میں دنیا بھر کی عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کی تفصیل شائع ہوتی ہے۔ اس اخبار نے پاکستان میں عیسائیت کی کامیابی کے عنوان سے لکھا ہے کہ ۱۹۵۷ء میں یہاں کے آٹھ ہزار مسلمانوں نے عیسائیت قبول کی ہے۔ اس سے پہلے پاکستان میں ۸۰ ہزار عیسائی تھے لیکن اب ان کی تعداد دو لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو باسٹھ (۲۸۸۳۶۲) ہے۔ عالمی ادارے کی فراہم کردہ تفصیلات کے مطابق پاکستان میں تین سو تیئس (۳۲۳) پادری، سات سو بیاسی (۷۸۲) مرد اور عورتیں بطور مبلغ کام کر رہے ہیں۔ تین سو ستر (۳۷۷) مدرسے ہیں جو تعلیم کے ذریعے عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان مدارس میں تریسٹھ ہزار چار سو ساٹھ (۶۳۴۶۰) طلباء تعلیم حاصل کر رہے

ہیں۔ بہتر (۷۲) عیسائی ادارے ہسپتالوں وغیرہ کی صورت میں عیسائیت کے لیے زمین ہموار کر رہے ہیں۔ستاسی (۸۷) مذہبی مراکز ہیں جہاں عوام کو عیسائی بنایا جاتا ہے۔ صورت حال سمجھنے کے لیے یہ بھی معلوم رہے کہ ۱۹۴۱ء کی مردم شماری میں پاکستانی علاقوں میں صرف گیارہ ہزار عیسائی تھے جو بالعموم اچھوتوں میں سے نکل کر آئے تھے لیکن اب پرا سپکٹر کی روایت کے مطابق دو لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو باسٹھ (۲۸۸۳۶۲) افراد نے عیسائیت قبول کر کے اپنی دائمی اور ابدی زندگی تباہ و برباد کر دی ہے۔"

اور اس فتنہ کی حیرت انگیز ترقی سے صرف علماء حق اور اخباری طبقہ ہی پریشان نہیں بلکہ خود حکومت پاکستان کو اس پر کافی تشویش ہے۔ چنانچہ ہمارے محترم وزیر داخلہ مسٹر ذاکر حسین صاحب نے پاکستان کی آبادی کے اعداد و شمار بتاتے ہوئے عیسائیوں کی اس بہتات پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ متعدد دیگر اخبارات کے علاوہ موقر اخبار نوائے وقت (۴ نومبر ۱۹۶۱ء ص ۱ کالم ۳) لکھتا ہے کہ:

"پاکستان میں مسیحیوں کی تعداد گزشتہ ساٹھ سال میں تئیس گنا ہو گئی ہے۔ وزیر داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ مسیحیوں کی آبادی میں اس حیران کن اضافہ کے اسباب کی تحقیقات کی جائے گی۔"

پاکستان جیسی سب سے بڑی اسلامی مملکت میں جس کی بنیاد اور وجود ہی خالص اسلام کی خاطر عمل میں لایا گیا اور جس کے منصہ شہود میں لانے کے لیے کم و بیش ۲۴ لاکھ جانوں کی قربانی دی گئی' ہزاروں عورتوں کی عصمتیں خاک میں ملیں' لاکھوں بچے یتیم ہوئے' ہزاروں ماؤں سے ان کے لعل و گوہر مسلوب ہوئے اور ہزاروں عورتیں خاوندوں کی شفقت سے محروم ہوئیں۔ یہ بڑی ہی حیرت و استعجاب کی بات ہے جس پر اگر خون کے آنسو بھی بہائے جائیں تو کم ہیں۔ کون سا غیور اور حق گو مسلمان یہ باور کر سکتا ہے کہ اپنی اجتماعی اور روحانی زندگی کے تحفظ کی پروا نہ کی جائے اور اپنے ٹھوس اور محکم عقائد' عادلانہ اعمال' بہترین اخلاق اور صحیح نظریات کے خلاف ہر قسم کے فتنہ جویانہ اور مفسدانہ طرز عمل اور ریشہ دوانی کو ہمیشہ برداشت کیا جاتا رہے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ مسلمانوں کا بارعب نام ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائے اور پاکستان جیسی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ھباء منثورا ہو کر رہ جائے۔ یہ سب کچھ کیوں؟ محض اس لیے کہ مسلمان میں قرآن و حدیث کی زریں تعلیم مفقود' دینی غیرت اور حمیت عنقا' جرات اور حق گوئی ناپید' روحانیت اور دینی حرارت نابود اور اپنے اسلاف کے ایمان افروز کارنامے نگاہوں سے اوجھل ہیں اور وہ ان اوصاف حمیدہ کی

جگہ شرک وبدعت' جہالت وغفلت' تن آسانی اور طمع ولالچ وغیرہ کی مضبوط زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے خالق کائنات نے ان کو آسمان کی بلندی سے زمین کی پستی پر دے مارا ہے۔ سچ ہے ؎

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلب و نگاہ میں جب تک تغیر واقع نہ ہوگا وہ کبھی اپنے اسلاف کے عمدہ کارناموں' روحانی سربلندیوں اور ایمانی سرفرازیوں سے باریاب نہیں ہو سکیں گے۔ اور ہمیں یہ کہنے میں بالکل باک وتامل نہیں ہے کہ بعض لوگوں کے اسلام سے متنفر ہونے کا سبب خود مسلمانوں اور غیر اسلامی کردار اور شعائر اسلام سے بے پروائی اور غفلت بھی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایک وہ دور تھا جس میں مسلمانوں کے اجتماعی ماحول اور ان کی شکلوں اور صورتوں اور ان کے کردار اور گفتار سے متاثر ہو کر لوگ مسلمان ہوتے تھے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) کے جنازہ میں حسب تصریح علامہ بغدادیؒ اور حافظ ابن حجرؒ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں شریک ہوئیں۔ (بغدادی ج ۴ ص ۴۲۲ و تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۷۵) اور حسب تصریح شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سولہ لاکھ سے زائد انسان شریک جنازہ ہوئے۔ (نقض المنطق ص ۹ طبع القاہرہ ۱۳۷۱ھ) اور اس جنازہ میں مسلمانوں کے حسن کردار سے متاثر ہو کر جو لوگ مسلمان ہوئے وہ بھی ملاحظہ کر لیں۔

واسلم یومئذ عشرون الفا من الیہود والنصاریٰ والمجوس (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۲۳ و نقض المنطق ص ۹)

"کہ اس دن بیس ہزار یہودی' عیسائی اور مجوسی مسلمان ہوئے تھے۔"

یہ صرف ایک دن اور ایک جنازہ میں شرکت کی وجہ سے بیس ہزار مسلمان ہوئے تھے مگر افسوس ہے کہ آج اسلام اور اس کی عمدہ خصلتیں صرف کتابوں اور سفینوں کی زینت ہیں اور مسلمان جہالت کا شکار ہو کر غیر اسلامی اخلاق اور خلاف اسلام رسموں اور رواجوں میں کچھ ایسے الجھ کر رہ گئے ہیں کہ غیر تو کیا مسلمان ہوتے' خود اپنے بھی غیروں کی آغوش میں پناہ ڈھونڈھ کر ربقہ اسلام سے گلو خلاصی کے درپے ہے۔ فالی اللہ المشتکی

"اے مسلمان! تو اپنا منصب تو سوچ کہ کیا ہے؟" ؎

حق نے کر ڈالی ہیں دوہری خدمتیں تیرے سپرد

خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے

مقام حیرت ہے کہ پادری صاحبان کو کلیساؤں اور ہیکلوں، خانقاہوں اور عزلت کدوں میں اپنی اور اپنے پیشواؤں کی سیاہ کاریوں کا دور تو یاد نہیں جس کے تصور سے حیا کی آنکھیں زمین گڑ جاتی ہیں اور ان کو کبھی اپنی مجرمانہ اور رومانی زندگی پر توجہ کرنے کی فرصت ہی نہیں ہوئی اور نہ انہوں نے اس کو معیوب سمجھنے کی طرف نگاہ اٹھائی اور نہ کوشش ہی مبذول کی ہے۔ ہاں مگر ان کو پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کی ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی عفت و عصمت اور بے داغ زندگی اور بے عیب اخلاق پر حملہ کرنے کی آئے دن نئی نئی تعبیریں خوب سوجھتی رہتی ہیں۔ بائبل کی تحریف اور تغیر کی طرف ان کی نازک اور فریب خوردہ نگاہ تو کہیں اٹھتی ہی نہیں لیکن قرآن وحدیث میں کمی وبیشی اور حک واضافہ کی بزعم خود کئی ایک خام دلیلیں ان کو تہ زمین یا بالفاظ دیگر نہاں خانوں سے ضرور دستیاب ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے اسلام کو بدنام کرنے اور معاذ اللہ اس میں مصنوعی کیڑے نکالنے کے لیے کئی ایک حربے استعمال کیے ہیں مثلاً" ایک یہ کہ اسلام تو بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ مسلمانوں نے جہاد کر کے بجبر لوگوں کو مسلمان بنایا ہے مگر یہ اتنا اور ایسا لچر اعتراض ہے جس کی طرف توجہ کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ اسلام نہ تو بالجبر پھیلا اور نہ پھیلایا گیا۔ اسلام تو ایک فطری مذہب ہے اور اس کی فطرت، فطرت الٰہی اور قانون قدرت کے بالکل موافق ہے۔ اس کی ذاتی کشش اور جاذبیت ہی لوگوں کے دلوں کو اپیل کرتی ہے اور ان کے قلوب و اذہان میں اثر کرتی رہی ہے۔ اسلام کی راہ وہ معتدل اور فطری راہ ہے جو درستی نظام و آئین اور حصول طمانیت و عافیت کے لیے سب سے بہتر کفیل اور ضامن ہے۔ اگر اس کو کسی منصف مزاج نے قبول کیا ہے تو محض اس کی ذاتی خوبی اور دلربا کشش کی وجہ سے قبول کیا ہے نہ یہ کہ زور اور جبر سے اسے قبول کیا ہے۔ کیونکہ وہ سراسر رحمت ہے۔

ترا آنا زمانے کے لیے رحمت کا باعث ہے
جو کافر اس کا منکر ہے بہت ناداں ہے ساقی